

جناب مولانا حکیم محمود احمد ظفر صاحب سیالکوٹی

اسلام کا تصورِ نبوت



اب جس طرح ہماری مادی زندگی میں غمہ مہیا کرنے والا کاشتکار، ہمارے لئے کپڑا بننے والا جولاہا، زیور بنانے والا سنار، ہمارے بیٹھنے کے لئے کرسیاں اور میز بنانے والا بڑھئی، ہماری جسمانی بیماریوں کا علاج کرنے والا طبیب اور اس مادی کائنات سے اسرار کی نقاب کشائی کر کے ان اشیاء سے باخبر کرنے والا حکیم کہلاتا ہے۔ اسی طرح ہماری روحانی زندگی کی جملہ ضروریات فراہم کرنے والا اور وحی ربانی سے فیض پاکر روحانیت کے نئے نئے اصول وضع کرنے والا اور حیاتِ روحانی کو پایہ تکمیل تک پہنچانے والے کا نام اصطلاحِ شریعت میں نبی اور رسول ہوتا ہے۔

ضرورتِ نبوت | حسبِ نبی کی تعریف (DEFINITION) سے پتہ چل گیا کہ ہماری روحانی زندگی کی جملہ ضروریات کو فراہم کرنے والے کا نام نبی ہوتا ہے۔ تو اس سے نبوت کی ضرورت کا بھی علم ہو گیا، کیونکہ جس طرح اس دنیا میں لاتعداد جسمانی امراض ہیں۔ کچھ جگہ سے متعلق ہیں۔ اور کچھ طحال و معدہ سے، اسی طرح اس دنیا کا قریباً ہر انسان روحانی طور پر مختلف قسم کے امراض میں مبتلا ہے۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ بخار اور دیگر جسمانی امراض کی اس قدر کثرت نہیں جس قدر روحانی علل و امراض کی کثرت ہے۔ تو پھر بھی کوئی مبالغہ نہیں ہوگا۔

پھر جس طرح جسمانی امراض بخار، طاعون، ٹائیفائیڈ اور اسہال وغیرہ کے ازالہ کے لئے ڈاکٹر اور طبیب کی اشد ضرورت ہے۔ اور کوئی آدمی اس ضرورت کا انکار نہیں کر سکتا اسی طرح بعض دکنہ، ظلم و تعدی، غرور و تکبر، کذب و بددیانتی، شراب خوردی اور زنا کاری وغیرہ امراض روحانیہ کے ازالہ کے لئے بھی روحانی حکماء کی اشد ضرورت ہے۔ جو مرض کی اچھے طریقے سے تشخیص کر کے اس کا علاج تجویز کریں اور روحانی مریض اس نسخہ کو استعمال کر کے اُس سے

شفا یاب ہوں۔

حق تعالیٰ نے جہاں ہمارے جسموں کی صحت کے لئے مختلف جڑی بوٹیاں پیدا فرمائیں جن کو استعمال کر کے ہم شفاء حاصل کرتے ہیں۔ پھر کوئی مریض بغیر طبیب کے بتائے ہوئے کوئی دوا استعمال نہیں کرتا۔ بلکہ اگر کوئی زیادہ عقل کا دعویٰ کر کے طبیب کی مرضی کے بغیر کسی دوا کو استعمال کرے اور وہ اس کی طبیعت کو راس نہ آئے تو بجائے فائدہ کے الٹا نقصان ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح اگر کوئی انسان بغیر کسی روحانی طبیب کے مشورہ (CONSULTATION) کے اپنا علاج کرنا چاہے یا ان لوگوں سے اپنا علاج کروائے جو اس معاملہ میں اہلیت نہیں رکھتے تو بجائے فائدہ کے الٹا نقصان کا منہ دیکھنا پڑے گا۔

لیکن جب کوئی روحانی مریض اُس روحانی طبیب (نبی) کی تشخیص کے مطابق تجویز کردہ نسخہ کو آزمائے گا۔ تو اس کی جملہ روحانی امراض کا ازالہ ہو کر وہ روحانی اخلاق اُس کے اندر پیدا ہو جائیں گے جن کو انسانی زندگی کی معنویت کہا جاتا ہے۔ بلکہ آج دنیا میں جہاں کہیں بھی یہ انسانی معنویت اور انسانی اخلاق کی پرچھائیاں نظر آتی ہیں، یہ سب نتیجہ ہے انبیاء علیہم السلام کے علمی نکات، فکری استدلال اور دہدہانی کیفیات کے نقوش پا کا جو انہوں نے اپنی کامل اور اکمل حیاتِ طیبہ میں وقت کی شاہراہ پر چھوڑے۔ انبیاء علیہم السلام کے انہیں نقوش پا پر چل کر آج دنیا اپنی منزل تلاش کر رہی ہے۔ کتنا صحیح فرمایا حکیم الامت تھانویؒ کے خلیفہ مولانا سید سلیمان ندوی مرحوم نے کہ: —

”آج جہاں بھی عدل و میزان کا وجود ہے، وہ کسی یونانی حکیم یا یورپین فلاسفر کی تعلیم و تصنیف اور تقریر و خطبہ کا اثر نہیں ہے۔ بلکہ طبقہٴ انبیاء ہی کے بے واسطہ یا بواسطہ تعلیمات کا نتیجہ ہے۔ آج دنیا کے گوش گوشہ میں کیسے ہی بہترین مبلغ سہی۔ مگر نیکی، عدل، احسان، ہمدردی، نیکو کاری، حسن خلق کی تعلیم، تبلیغ اور دعوت انہی کی زبانوں سے ہو رہی ہے۔ جو رسولوں کے پیرو اور پیغمبروں کے تابع ہیں — جو عقیدہ کے لحاظ ان کی بھی نیکو کاری انہی پیغمبروں کے دانستہ فیضانِ تعلیم کا نتیجہ ہے۔ اس بناء پر جو لوگ ذہنی طور پر پیغمبروں کے منکر ہیں وہ بھی علمی طور سے ان کی تعلیم کے مقرر اور معترف ہیں“ (سیرت النبی - جلد ۴ ص ۶۶)

اس کے ساتھ یہ چیز بھی ذہن میں رہے کہ جسمانی مریض اگر اپنی کھوئی ہوئی صحت کو حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو ان کے لئے ضروری ہے کہ طبیب یا ڈاکٹر جس غذا یا دوا کو مضر صحت بتائیں اُسکو

بے چون و چرا مان لیں۔ کیوں اور کیسے کا تکرار اپنی جہالت کو آشکارا کرنا اور اپنی صحت سے کلیتہً ہاتھ دھونے کے مترادف ہے۔ اُس دوا یا غذا کی کیفیات سے وہ آشنا ہوں یا نہ ہوں وہ اس کو استعمال کرتے رہیں۔ اسی طرح ان مریضوں کو بھی جو اپنی روحانی صحت سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ اپنے روحانی اطباء (انبیاء علیہم السلام) کے ہر حکم کو بے چون و چرا تسلیم کرنا ضروری ہے۔ اُن کے حضور سوال و جواب کی تکرار بعض دفعہ ابدی موت پر منتج ہوتی ہے۔ چنانچہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ
فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ
كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ
وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ۔ (المجادلہ)

اے ایمان والو! نہ اونچی کر دو اپنی آوازیں
نبی کی آواز سے بڑھا کر اور نہ چلا کر بات
کر دو آپ سے مثل بات کرنے کے آپس میں
ایک دوسرے سے (کہیں ایسا نہ ہو) کہ
تہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں (اُن کے ضائع ہونے کا) شعور بھی نہ ہو۔

اسی شے کو امام غزالی رحمۃ اللہ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے :

”مجھے قریباً دس سال کی خلوت اور عزلت کے بعد ذوق و وجدان اور علاوت ایمان سے اس بات کا انکشاف ہوا کہ انسان کی تخلیق بدن اور قلب سے ہے۔ قلب سے مراد وہ حقیقت روحانیہ ہے جو حق تعالیٰ کی معرفت کا محل ہے۔ نہ کہ گوشت اور خون کا کوہِ قراقرم میں مردے اور بہائم بھی آدمی کے شریک ہیں۔ پھر جس طرح بدن کے لئے صحت اور بیماری ہے جس میں یہ ہلاک بھی ہو جاتا ہے۔ اسی طرح قلب کے لئے بھی صحت و سلامتی ہے اور نجات اُسی کو حاصل ہوگی جو حق تعالیٰ کے حضور میں قلب سلیم لے کر حاصل ہوگا۔ پھر جس طرح قلب کے لئے صحت ہے، اسی طرح اُسے مرض بھی لاحق ہو جاتا ہے۔ جس میں اس کیلئے اخروی ابدی ہلاکت مضمحل ہوتی ہے۔ جیسا کہ اللہ رب العزت قرآن حکیم میں ارشاد فرماتے ہیں کہ فَنُفِثْهُمْ مَرَضًا۔ (اُن کے قلوب میں مرض ہے) حق تعالیٰ سے جہالت اور ناآشنائی ذہر قاتل ہے۔ اور خواہشات اور ہوائے نفسانی کی اتباع سے حق تعالیٰ کی معصیت اور نافرمانی قلبی بیماری ہے۔ حق تعالیٰ کی معرفت جہالت کے ذہر قاتل کے لئے تریاق ہے۔ اور ہوائے نفسانی کی مخالفت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی اطاعت قلبی بیماریوں کی دوائے شافی ہے۔ اور امراض قلبیہ کا ازالہ اور گم شدہ صحت کا حصول ان ادویہ ہی

سے ہے۔ جیسا کہ جسمانی امراض کا ازالہ اور حصولِ صحت ادویہ پر منحصر ہے۔ پھر جس طرح جسمانی ادویہ کا حصولِ صحت میں مؤثر ہونا عقلاء کی عقل سے معلوم نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس میں اطباء کی پیردی اور تقلیدِ ضروری ہے۔ جنہوں نے اس چیز کو انبیاء علیہم السلام سے حاصل کیا اور انبیاء نے ان کے خواص اپنے نورِ نبوت سے معلوم کئے۔ اسی طرح عبادات کی ادویہ کے خواص اور ان کا خاص مدارِ خاص مقدار میں امراضِ قلبیہ کے لئے مفید صحت ہوتا، اس کی وجہ بھی عقل سے معلوم نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس کے لئے بھی انبیاء علیہم السلام کی اتباع اور پیردی ضروری ہے۔ جنہوں نے نہ کہ عقل سے بلکہ نورِ نبوت سے ان اشیاء کے خواص معلوم کئے ہیں۔ پھر جس طرح ادویات کا مختلف النوع، مختلف المقدار اور مختلف الاوقات ہونا حکمت سے خالی نہیں۔ اسی طرح عبادات کا جو کہ امراضِ قلبیہ کی ادویات ہیں مختلف النوع اور مختلف المقدار سے مرکب ہونا خالی از حکمت نہیں۔ جیسے سجود کا رکوع سے دو چند ہونا اور صبح کی نماز کا عصر کی نماز سے نصف ہونا۔ اس کا علم بھی صرف نورِ نبوت سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اور جو شخص ان چیزوں کے اسرار و حکم عقل سے مستطیع کرنا چاہتا ہے۔ یا ان کو محض التفاتی اور خالی از حکمت سمجھتا ہے، وہ بیوقوفی اور بھالت کے قعرِ ندت میں گرا ہوا ہے۔ اور جس طرح ادویہ کے کچھ اصول و ارکان اور کچھ کمالات ہیں جو اپنی جگہ پر الگ الگ خاصیت کے حامل ہیں۔ اسی طرح سنن و نوافل ارکان عبادات کے کمالات ہیں۔ مختصر یہ کہ باطنی اور روحانی امراض کے طبیبِ مہاذق انبیاء علیہم السلام ہیں۔“

(المنقذ من الضلال ص ۱۱۷)

(باقی آئندہ)

بقیہ: ضرورتِ وحی سے ہدایت یافتہ ہوتا تو ہدیٰ للضالین ہونا چاہئے تھا۔ (گمراہوں کے لئے ہدایت) امام جلال الدین سیوطی نے سچ لکھا ہے کہ علمی اصطلاحات نے لوگوں کو الجھن میں ڈال دیا ہے۔ یہاں تقویٰ لغوی مراد ہے شرعی نہیں۔ شاہ عبدالقادر نے ترجمہ میں اس نکتہ کو اس طرح سمجھایا اور شبہ کو حل کیا کہ ”ہدایت ہے ڈر والوں کے لئے“ جس طرح گندم کا بیج نہ ہو تو گندم نہیں اگ سکتا۔ اس طرح قلب کی زمین کا بیج اللہ کا ڈر ہے قلب زمین ہے۔ اور قرآن بارش۔ اب اگر زمین نیچ سے خالی ہو یعنی قلب میں اللہ کا خوف اور ڈر نہ ہو تو ہدایت کیسے حاصل ہوگی۔ نفسیاتی حقیقت بھی یہی ہے کہ جس کا ڈر ہوگا طلب بھی اسی کی ہوگی جس کو ڈر نہیں طلب و جستجو بھی نہیں ہوگی۔

(باقی آئندہ)